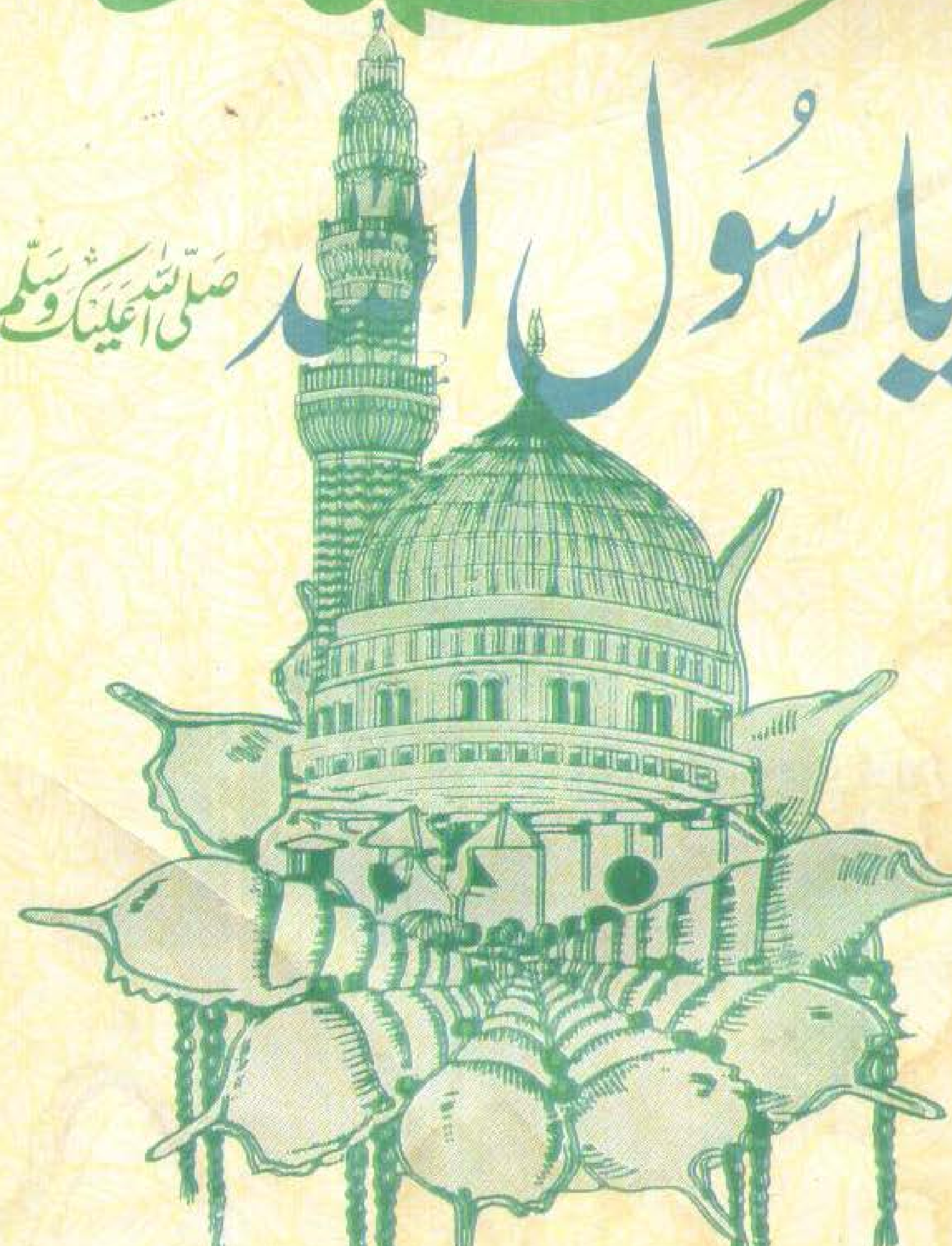
المدد

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم



ترتیب
خلیل احمد رانا

سنی لٹریری سوسائٹی ریلوے روڈ لاہور

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۳

نام کتاب	المدد یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ترتیب	خلیل احمد رانا
صفحات	۱۶
مطبع	
سنِ اشاعت	ستمبر ۱۹۹۵ء
تعداد	۱۱۰۰

ملنے کا پتہ:۔
سُنّی لٹریری سوسائٹی ۹۴ ریلوے روڈ لاہور

پانچ روپے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے

اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد و آلہ وسلم

مارچ ۱۹۹۴ء میں ضیغم اسلام علامہ سیدی احمد سعید کاظمی امروہوی قدس سرہ کے عرس مبارک کے موقع پر شاہی عید گاہ ملتان کے سبزہ زار میں اجلاس کی آخری نشست سے حضرت پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی مدظلہ (صدر شعبہ انگریزی ادب، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کی صدارت میں صاحبزادہ حامد سعید کاظمی نے دوران تقریر بتایا کہ ایک مرتبہ حضرت غزالی زماں علامہ کاظمی قدس سرہ سے ایک شخص نے کہا کہ آپ لوگ یہ جو "یارسول اللہ مدد" کہتے ہیں یہ جائز نہیں ہے اس کے بجائے "یا اللہ مدد" کہنا چاہیئے کیونکہ غیر اللہ سے مدد مانگنا یہ تو اللہ کو عاجز سمجھنا ہے کیا اللہ تعالیٰ مدد نہیں کرسکتا؟ علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ حرف "یا" سے اُسے پکارا جاتا ہے جو دور ہو یا پھر اُسے مخاطب کیا جاتا ہے جو نزدیک ہو لیکن غیر متوجہ ہو آپ دیکھئے اللہ تعالیٰ نہ تو دور ہے اور نہ ہی غیر متوجہ ہے، تو پھر "یا اللہ" کہنے کا کیا مطلب ہوا؟ پھر آپ نے خود فرمایا ارے بھائی! یا اللہ کہنا دراصل تعالیٰ کی رحمت کو متوجہ کرنا مقصود ہوتا ہے، اب ایمان سے کہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کون ہے؟ ارے اللہ تعالیٰ کی رحمت میرے آقا حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو ہیں۔ لوگ

یا اللہ کہنا بھی یارسول ہی کہنا ہے [1]

[1] قلمی یادداشت (خلیل احمد)

رہا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں سے مدد مانگنا اگر اللہ کے عاجز و مجبور ہونے کی دلیل ہے تو اللہ بھی بندوں سے مدد مانگتا ہے، آپ کہیں گے کہ اللہ کا مدد مانگنا کہاں ہے میں نہیں کہتا قرآنِ پاک نے صاف کہا!

إِنْ تَنْصُرُوا اللهَ يَنْصُرْكُمْ [1]

ان ینصر اللہ جملہ شرطیہ ہے یعنی اللہ فرماتا ہے کہ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا، اب اگر کوئی کہے کہ ہم تو اللہ ہی سے مدد مانگیں گے تو جناب اللہ تعالیٰ نے تو اپنی مدد کرنے کو مشروط کر دیا تمہارے مدد کرنے سے یعنی تم میری مدد کرو گے تو میں بعد میں تمہاری مدد کروں گا، کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جزا شرط کے بعد ہوتی ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت کا مطلب و معنی کیا ہے؟، آیت کے معنی یہ ہوں گے "ان تنصروا اللہ ای ان تنصروا دین اللہ ینصرکم"، یعنی اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

اب دیکھئے اللہ اپنے دین کی مدد تم سے کرا رہا ہے، آپ کیوں نہیں کرتا، کیا اللہ تعالیٰ مجبور اور محتاج ہے؟ ارے بھائی یہ تم سے جو مدد کرا رہا ہے یہ اللہ ہی کا مدد کرنا تو ہے، اسی طرح انبیاء و اولیاء کا مدد کرنا وہ اللہ ہی کا مدد کرنا تو ہے، کیونکہ اللہ ہی نے مدد کرنے کی طاقت ان کو دی، اللہ ہی کا تو حکم متعلق ہے اور اللہ ہی کی مشیت اُن سے متعلق ہے، اگر تمہارا مدد کرنا اللہ کا مدد کرنا ہے تو انبیاء و اولیاء کا مدد کرنا اللہ کا مدد کرنا ہے کہ نہ [2]

شاید کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ حدیث میں ہے کہ

"ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی اور جس چیز کی ضرورت ہوا کرتی تھی (مسواک مصلیٰ وغیرہ) لایا کرتا تھا ایک

---

[1] القرآن الحکیم، پ ۲۶، سورۃ محمد، آیت ۷

[2] علامہ سید احمد سعید کاظمی، عبادت و استعانت، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء، ص ۱۱

بار دربائے رحمت جوش میں آیا) آپ نے فرمایا! اے ربیعہ مجھ سے مانگو کیا مانگتے ہو میں تجھے عطا کروں، انہوں نے عرض کیا حضور میں آپ سے یہی مانگتا ہوں کہ بہشت میں آپ کی رفاقت نصیب ہو، آپ نے فرمایا کچھ اور بھی مانگتے ہو؟ حضرت ربیعہ نے عرض کی بس حضور یہی مانگتا ہوں، آپ نے فرمایا پس تم کثرت سجود سے میری مدد کرو۔" ؎۱

اس حدیث مبارکہ کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

"فاعنی علی نفسک بکثرت السجود"

یعنی اے ربیعہ کثرت سجود سے میری مدد کرو۔

اس حدیث سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی سے مدد مانگ رہے ہیں لیکن آپ کہتے ہیں "یارسول اللہ مدد"، اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟

اس کے علاوہ قرآن کہہ رہا ہے اور آپ ہر نماز میں بھی پڑھتے ہیں "اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" یعنی ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، لہٰذا استعانت اللہ ہی سے کرنی چاہیئے، انبیاء و اولیاء سے استعانت کرنا قرآن حکیم کے خلاف ہے۔

"فاعنی علی نفسک بکثرت السجود"، اے ربیعہ کثرت سجود سے میری مدد کر کا مفہوم یہ ہے کہ اے ربیعہ تجھے جنت میں میری رفاقت تو نصیب ہو گئی، اب اگر تو رکوع سجود چھوڑ دے گا تو دوسرے لوگ بھی رکوع چھوڑ دیں گے، اس طرح میرے دین میں خلل آئے گا۔ اور نمازیں پڑھتے رہو، "فاعنی" کا مطلب ہے "فاعنی دینی" یعنی اے ربیعہ میرے دین کی مدد کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "ان تنصروا اللہ ینصرکم" اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے (تو) وہ تمہاری مدد کرے، یعنی اللہ بھی دین کی مدد کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کا رسول بھی دین کی مدد طلب کر رہا ہے، اگر "فاعنی علی نفسک سجود"، سے رسول اللہ صلی اللہ

؎۱ شیخ ولی الدین خطیب شافعی، مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ کراچی، ص ۸۴

علیہ وسلم کی کمزوری ثابت ہوتی ہے تو پہلے "ان تنصروا اللہ" سے اللہ تعالیٰ کی کمزوری ثابت کرو، لیکن یقیناً اللہ تعالیٰ بھی کمزوری سے پاک ہے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔ ؎۱

رہا "ایاک نستعین" کا مطلب تو اس کے بارے میں ہم مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کی تفسیر نقل کر رہے ہیں، وہ لکھتے ہیں۔

"اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اُس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے، ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔" ؎۲

اس تفسیر سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطہ رحمت الٰہی سمجھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے امداد مانگنی جائز ہے، کیونکہ درحقیقت یہ اللہ ہی سے مدد مانگنا ہے۔

فقیر کو اچھی طرح یاد ہے کہ مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۸۱ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر قاسم باغ قلعہ کہنہ ملتان شہر میں قائد تحریکِ نظام مصطفےٰ مولانا حامد علی خاں رام پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف سے ملحقہ جامع مسجد غوثیہ قادریہ میں جماعت اہل سنت ملتان کے زیر اہتمام ہفتہ وار تبلیغی اجتماع میں علامہ سیدی احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے دوران خطاب فرمایا تھا کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" میں جو "ب" ہے اس کی تین توجیہیں ہیں!

۱۔ با الی المصاحبت۔ معنی یہ ہوں گے کہ اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں۔

۲۔ با الی التبرک۔ اللہ کے نام کی برکت سے شروع کرتا ہوں۔

۳۔ با الی الاستعانت۔ اللہ کے نام کی مدد سے شروع کرتا ہوں۔

؎۱ تقریر علامہ سید احمد سعید کاظمی، بمقام مدینہ منورہ، مشمول خطبات کاظمی، مطبوعہ علی پور (مظفر گڑھ) ص ۹۴

؎۲ مولوی شبیر احمد عثمانی، تفسیر عثمانی، مطبوعہ کراچی، ص ۲

اب دیکھئے "بالی الاستعانت" کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی استعانت سے یا مدد سے شروع کرتا ہوں، تو صاحب! اللہ تعالیٰ کا نام تو اللہ ہو نہیں سکتا کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کے نام کو ہی اللہ کہیں تو اسمائے الٰہیہ تو بہت سے ہیں، پھر بہت سے الٰہ ماننے پڑیں گے، مگر الٰہ تو ایک ہے، معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا نام اللہ نہیں، تو جب اللہ تعالیٰ کے نام سے استعانت کرنی جائز ہے جو کہ اللہ نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ اللہ نہیں ہیں سے استعانت کرنا یا مدد مانگنا کیونکر شرک ہوگا؟ ۱؎

مارچ ۱۹۹۵ء کے اوائل میں فقیر کسی کام سے ملتان گیا، مکتبہ فاروقی بیرون بوہڑ گیٹ میں کتابیں دیکھتے ہوئے مولوی حسین علی دیوبندی ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی (المتوفی ۱۳۶۳ء) کی ایک کتاب "احسن التفسیر" پر نظر پڑی، کھول کر دیکھی تو "بسم اللہ" کی تفسیر میں لکھا تھا!

"کہو مدد مانگتا ہوں ساتھ خاص نام اللہ تعالیٰ کے" ۲؎

مولوی حسین علی کی اس تفسیر سے اسی عقیدہ کی تصدیق ہو رہی ہے جو علامہ سیدی احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ نے بیان کیا ہے، یاد رہے کہ مولوی غلام خاں (راولپنڈی) مولوی محمد طاہر (پنج پیر، تحصیل صوابی، پشاور) مولوی محمد حسین نیلوی (سرگودھا) مولوی سرفراز خاں گکھڑوی (گوجرانوالہ) مولوی عنایت اللہ شاہ (گجرات) یہ سب مولوی حسین کے شاگرد ہیں۔

مولوی حسین علی "تفسیر بلغۃ الحیران" میں لکھتے ہیں!

"وحل مشکلے از حق تعالیٰ طلب نمودن بتوجہ بزرگان بجا است وعین رضا است"

(یعنی کسی مشکل کا حل اللہ تعالیٰ سے بزرگوں کے توسل سے طلب کرنا بجا اور عین رضا ہے۔) پھر آگے لکھتے ہیں۔

۱؎ قلمی یادداشت (خلیل احمد عفی عنہ)

۲؎ مولوی حسین علی، احسن التفسیر، مطبوعہ سرگودھا ۱۳۱۲ھ بار اول، ص ۵۔

"اے برادر گفتن یا رسول اللہ بطریق تعشق و توسل خارج از مبحث است"

(یعنی اے بھائی تو جان لے کہ یارسول اللہ بطور محبت و توسل کے کہنا اختلافی بحث سے خارج ہے۔) پھر آگے لکھا!

"نواب صدیق حسن خاں گفتہ ع

شیخ سنت مددی، قاضی شوکاں مددی بمعنی دعا باشد چنانچہ در ہندی گویند۔

شالا مدد ہووے پیر جیلانی" [1]

(یعنی اسی توسل اور محبت کے طور پر ہے جو نواب صدیق حسن خاں (غیر مقلد، نواب ریاست بھوپال (المتوفی ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء) نے کہا کہ اے سنت کے شیخ مدد کر اور اے قاضی شوکاں (قاضی محمد بن علی شوکانی، یمن، المتوفی ۱۲۵۰ھ) مدد کر جو محض (بطور توسل) دعا ہے چنانچہ لوگ کہتے ہیں شالا مدد ہووے پیر جیلانی۔)

مولوی حسین علی کی ان عبارات سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ بطور توسل یا رسول اللہ کہنا جائز ہے، اللہ تعالیٰ کے محبوبوں سے بطور توسل مدد مانگنا بھی جائز ہے، کیونکہ "شالا مدد ہووے پیر جیلانی"، کا مطلب ہے یا غوث اعظم المدد۔

(استعانت اور توسل ایک ہی چیز ہے۔)

امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۵۶ھ) فرماتے ہیں۔

"واذ قد تحررت هذه الانواع والاحوال فی الطلب من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وظهر المعنی فلا علیک فی تسمیة توسلا او تشفعا او استغاثة او تجوها او توجها لان المعنی جمیع ذالک سواء" [2]

---

[1] مولوی حسین علی، تفسیر بلغۃ الحیران، مطبوعہ لاہور، ص ۲۵۴

[2] امام تقی الدین سبکی شافعی، شفاء السقام (عربی) مطبوعہ فیصل آباد، ص ۱۷۵

ترجمہ: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شے کے طلب کرنے احوال اور اقسام کا بیان ہوگیا اور مطلب ظاہر ہوگیا تو اب تم اس طلب کو توسل کہو یا تشفع، استغاثہ کہو یا تجوہ یا توجہ کوئی حرج نہیں کیونکہ ان سب کا مطلب ایک ہی ہے۔

مولوی حسین علی اپنی ایک اور تصنیف "تحفہ ابراہیمیہ" میں لکھتے ہیں!

" اما استمداد از دوستاں خدا روا است " [1]

ترجمہ: دوستانِ خدا سے مدد مانگنا جائز ہے۔

یہ عبارت چونکہ بعض لوگوں کے غلط عقیدہ پر کاری ضرب ہے، اس لیے اس کے مترجم وناشر مولوی عبدالحمید سواتی، مہتمم مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ نے تحفہ ابراہیمیہ کے اُردو ترجمہ بنام "فیوضات حسینی" میں اس عبارت کا ترجمہ ہاتھ کی صفائی سے غائب کر دیا، لیکن جلدی میں کتاب کے اصل فارسی متن کی عبارت کو غائب کرنا بھول گئے جو اُسی صفحہ کی پہلی سطر میں موجود ہے۔ عکس آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی حسین علی صاحب نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے استمداد جائز ہے اب قارئین خود فیصلہ کرلیں کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دوست اور حبیب ہیں یا معاذ اللہ دشمن ہیں؟ ظاہر ہے ایسا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا، ثابت ہوا کہ "یا رسول اللہ مدد" کہنا جائز ہے۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند (المتوفی ۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء) کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیے اپنے قصیدہ میں لکھتے ہیں ع

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار [2]

---

[1] مولوی حسین علی، تحفہ ابراہیمیہ (فارسی، اردو) مطبوعہ گوجرانوالہ ۱۳۸۶ھ بار دوم ص ۱۲۲

[2] مولوی محمد قاسم نانوتوی، قصائد قاسمی، مطبوعہ ملتان، ص ۸۔

اس شعر کا مطلب "یارسول اللہ مدد" نہیں تو اور کیا ہے؟

مولوی اشرف علی تھانوی (المتوفی ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) نے اپنی کتاب حیوٰۃ المسلمین میں درج ذیل اشعار لکھے ہیں۔ ع

ترجمان ہرچہ مارا در دل است　　دستگیر ہر کہ پائیش در گل است

مرحبا یا مجتبیٰ یا مرتضیٰ　　ان تغب جاء القضاء ضاق القضاء

انت مولی القوم من لا یشتھی　　قد روی کلا لئن لم ینتھی [۱]

ترجمہ (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جو بات ہمارے دل میں ہے آپ اس کو بیان کرنے والے ہیں اور مصیبت زدہ کے آپ دستگیر ہیں۔

آپ کو مرحبا اے برگزیدہ و پسندیدہ، اگر آپ غائب ہوں تو موت آجائے اور دنیا تنگ و تاریک ہو جائے۔

مولوی اشرف علی تھانوی کے ان اشعار سے "یارسول اللہ مدد" کہنا ثابت ہوتا ہے یا نہیں قارئین خود فیصلہ فرمالیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی "نشر الطیب" میں لکھتے ہیں

یا شفیع العباد خُذ بیدی

انت فی الاضطرار معتمدی

لیس لی ملجا سواک اغث

مسنی الضر سیدی سندی

غشنی الدھر یا ابن عبداللہ

کُن مغیثا فانت لی مددی [۲]

---

[۱] مولوی اشرف علی تھانوی، حیوٰۃ المسلمین، کراچی، ص ۹۔

[۲] مولوی اشرف علی تھانوی، نشر الطیب، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور، ص ۱۹۴

ترجمہ :- دستگیری کیجیے میرے نبی کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ
فوج کلفت مجھ پہ آغالب ہوئی ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف اے میرے مولا خبر لیجیے میری۔

قارئین انصاف فرمائیں کہ ان اشعار میں اور "یا رسول اللہ مدد" کہنے میں کیا فرق ہے ؟ اگر یہ اشعار شرکیہ نہیں تو "یا رسول اللہ مدد" کہنا بھی شرک نہیں :-

بانی تبلیغی جماعت مولوی محمد الیاس کاندھلوی کے قریبی عزیز اور با اعتماد ساتھی مولوی احتشام الحسن کاندھلوی، ان کا ایک رسالہ "مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج" تبلیغی نصاب کے آخر میں شامل ہے اپنی کتاب "غوث اعظم" میں لکھتے ہیں کہ !

جب شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کوئی صدمہ یا حادثہ پیش آتا تو آپ حق تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوتے اور اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت نفل پڑھتے تھے، نماز کے بعد سو مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے اور کہتے تھے "اغثنی یا رسول الله علیك الصلوٰة والسلام" پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر دل ہی دل میں آہستہ سے یہ دو شعر پڑھتے تھے۔

اید رکنی ضیم وانت ذخیرتی
والظلم فی الدنیا وانت نصیرتی
وعار علیٰ راعی العمیٰ وهو فی الحمی
اذا ضاع فی البیداء بعیری

یعنی کیا مجھے بھی کوئی آفت پہنچ سکتی ہے جب کہ آپ کا تعلق میرے لیے ذخیرہ آخرت ہے اور کیا میں بھی دنیا میں ظلم و ستم کیا جاؤں گا جب کہ آپ میرے معین و مددگار ہیں، یہ امر تو گلہ بان کے لیے باعث عار ہے کہ اس کے گلہ میں ہوتے ہوئے اس جنگل میں میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے [1]

---

[1] مولوی احتشام الحسن کاندھلوی، غوث اعظم، مطبوعہ تبلیغی کتب خانہ لاہور (ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور) ۱۹۷۶ء، بار اول، ص ۳۳

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد از وصال دُور سے مدد کے لیے پکارنا جائز ہے، کیونکہ حضور غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ بغداد میں یہ اشعار پڑھتے تھے، یہ سب کو معلوم ہے کہ بغداد عراق میں ہے اور مدینہ منورہ سے دور ہے

اہلِ سُنّت کا عقیدہ استمداد

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ استمداد یہ ہے کہ کار ساز حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے مخلوق میں سے جو بھی کسی کی امداد کرتا ہے وہ بھی دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی امداد ہے، بندہ تو اس کی امداد کا مظہر ہے، ورنہ اگر کوئی چاہے کہ میں از خود عطائے الٰہی کے بغیر کسی کی امداد کر دوں تو یہ ممکن نہیں ہے اور کسی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے کہ وہ از خود امداد کر سکتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد و عطا کی ضرورت نہیں ہے۔

علامہ سیدی احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۸۶ء) استمداد کی شرعی حیثیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

بے شک اللہ کے سوا کسی کو معین اور مددگار حقیقی سمجھنا شرک خالص ہے مگر کمال قرب الٰہی کے باعث اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو مظاہر عون الٰہی سمجھنا یقیناً حق ہے بخاری شریف کی ایک حدیث پیش کر رہا ہوں، بصیرت و انصاف کی نظر سے غور کیا جائے تو آسانی سے بات سمجھ میں آسکتی ہے، دیکھئے حدیث قدسی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا! جس نے میرے ولی سے عداوت کی میری طرف سے اسے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ میری کسی پسندیدہ چیز کے ذریعے میرا وہ قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں، تو جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کی سمع ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بصر ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور

اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اس کو ضرور دوں گا اور اگر وہ مجھ سے میری پناہ طلب کرے تو اسے میں ضرور اپنی پناہ دوں گا۔ الحدیث لہ۔

بخاری شریف کی اس حدیث قدسی کے بعض دیگر طرق میں الفاظ بھی مروی ہیں" و فُؤَادَہُ الَّذِیْ یَعْقِلُ بِہٖ وَلِسَانَہُ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ بِہٖ " یعنی میں اس کا دل ہو جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ ۲ہ

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کے ایک طریق روایت میں لساناً اور قلباً کے الفاظ نقل کئے ہیں۔ ۳ہ

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ مقربان بارگاہ الوہیت کا مظاہر عونِ الٰہی ہونا حقیقت ثابتہ ہے۔

اس حدیث کو صرف اس بات پر محمول کر دینا کہ قرب نوافل حاصل کرنے والے بندے کو جب اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنا لیتا ہے تو اس کا سننا، دیکھنا، کام کرنا، چلنا پھرنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے احکامِ شریعت کے مطابق ہو جاتا ہے، یعنی مقرب بندہ اپنی آنکھ کان وغیرہ کسی عضو سے معصیت کا مرتکب نہیں ہوتا، (یہ مفہوم) ہرگز صحیح نہیں کیونکہ کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا، کا مقام اس بندے کو اللہ کا محبوب ہونے کے بعد ملتا ہے اور وہ محبوب اُسی وقت ہو گا جب وہ گناہ چھوڑ دے گا اور اپنی آنکھ، کان ہاتھ وغیرہ کو احکام شرعیہ کے تابع بنا دے گا، اگر اس کے بغیر ہی وہ محبوب ہو جائے تو سب عاصی اور گنہگار اللہ کے محبوب ہوں گے، پھر سوچئے کہ محبوبیت الٰہیہ کی کیا وقعت رہی؟ معلوم ہوا کہ اپنی سمع بصر وغیرہ کو

لہ امام محمد بن اسماعیل بخاری شافعی، بخاری شریف، جلد ۲، ص ۹۶۳، "ولی الدین خطیب شافعی، مشکوٰۃ شریف، ص ۱۹۷"

۲ہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ (فارسی) مطبوعہ مجتبائی دہلی، ج ۲، ص ۱۹۴

۳ہ امام فخرالدین رازی، تفسیر کبیر، مطبوعہ مصر، ج ۵، ص ۶۸۷

احکام شرعیہ کے تابع کرنے کے بعد کُنتُ لَہٗ سَمعاً کا مقام اسے حاصل ہوا۔ حدیث کے صحیح معنی یہی ہیں کہ بندہ مقرب اللہ تعالیٰ کی سمع و بصر اور دیگر صفات کا مظہر ہو جاتا ہے، جیسا کہ اسی حدیث کے پیش نظر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"وکذلک العبد اذا واظب علی الطاعات بلغ الی المقام الذی یقول اللہ کنت لہ سمعاً و بصراً فاذا صار نور جلال اللہ سمعاً لہ سمع القریب والبعید واذا صار ذلک النور بصراً لہ رای القریب والبعید واذا صار ذلک النور یداً لہ قدر علی التصرف فی الصعب والسھل والقریب"۔ [1]

یعنی بندہ جب گناہوں سے بچ کر نیکی کے کاموں پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی سمع اور اس کی بصر ہو جاتا ہوں، تو جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جائے تو وہ قریب اور دُور کی بات سن لیتا ہے اور جب یہ نور اس کی بصر ہو جائے تو وہ قریب اور دُور کی چیز کو دیکھ لیتا ہے اور جب یہ نور اس کا ہاتھ ہو جائے تو وہ مشکل اور آسان اور دور اور قریب پر قادر ہو جاتا ہے۔

جن لوگوں نے اس حدیث کو عقیدہ توحید کے خلاف سمجھا وہ غلطی پر ہیں، کیونکہ حدیث میں یہ نہیں آیا کہ معاذ اللہ وہ بندۂ مقرب" اللہ ہو جاتا ہے یا اللہ بندے میں حلول کر لیتا ہے۔ بلکہ حدیث کا واضح مفہوم یہی ہے کہ اللہ کا بندہ کمالِ قرب کے باعث اللہ کے نورِ سمع، نورِ بصر، نور قدرت، نور کلام اور نور علم و ادراک کا مظہر ہو جاتا ہے کہ انسان اللہ کا مقرب ہو جائے، اگر یہ کفر و شرک ہے تو اسلام اور توحید کا کیا مفہوم ہوگا؟ کمال انسانیت کے معیار کو کفر و شرک کہنا کتاب و سنت سے ناواقفیت اور روح اسلام سے بے گانگی کی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کے جو مقرب بندے اس مقام پر فائز ہوتے ہیں، اس کی دی ہوئی قدرت

---

[1] امام فخر الدین رازی، تفسیر کبیر، مطبوعہ مصر، جلد ۵، ص ۶۸۸، ۶۸۹

کے باوجود اذنِ الٰہی کے بغیر کوئی کام ان سے سرزد نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے ارادے اور مشیت کو بھی اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مشیت کے تابع کر دیتے ہیں۔

بظاہر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں کچھ قدرت اور اختیار نہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قُدرت اور اختیار کے باوجود اس کی حکمت اور مشیت کے تابع رہتے ہیں۔

رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر چاہتے تو سونے کے پہاڑ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "یَا عَائِشَۃُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّھَبِ" اے عائشہ اگر میں چاہتا تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلتے (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۲۱) اور فقر فاقہ کی کبھی نوبت نہ آتی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فقر کو اختیار فرمایا۔

بے شک تمام انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور کل مخلوقات اللہ تعالیٰ کے محکوم اور مقدور ہیں، اس کے حکم اور قدرت سے کوئی باہر نہیں، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ بہ نسبت خلائق مجبور محض ہوں، بلکہ مظاہر عون الٰہی ہو کر اللہ تعالیٰ کے اذن سے وہ اپنی اور ہماری سب کی مدد کرتے اور کر سکتے ہیں، ان کا بعض اوقات ہماری مدد نہ کرنا اس لیے نہیں کہ وہ ہماری مدد نہیں کر سکتے بلکہ وہ بتقاضائے کمال عبدیت اللہ کی حکمت کے خلاف کچھ نہیں کرتے سمجھنے کے لیے اتنی بات پیشِ نظر رکھ لیں کہ بھوک اور پیاس کی شدت برداشت کرنے والا روزے دار جسے اللہ تعالیٰ نے سب نعمتیں عطا فرمائی ہیں، روزے کی حالت میں کھانے پینے کی طاقت رکھتا ہے، مگر رضائے الٰہی کے پیش نظر وہ ایسا نہیں کرتا، نمازی نماز کی حالت میں لوگوں سے کلام کر سکتا ہے مگر بندگی کا تقاضا اُسے روکتا ہے، ایک طاقتور مظلوم سے انتقام لے سکتا ہے مگر کمال حلم اس کے لیے مانع ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت و رضا کے تحت صبر و تحمل سے کام لینا اور حکمت الٰہیہ کے مطابق عمل کرنا سنت الٰہیہ ہے۔ غور فرمایئے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، لوگ بہت سے کام اس کی مرضی کے خلاف کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں روک سکتا ہے مگر نہیں روکتا، شیطان کی سرکشی دُور کرنے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے،

مگر اپنی حکمتوں کی بنا پر ایسا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے سنت الٰہیہ کا مظہر ہوتے ہیں، اپنے اوپر ان کا قیاس کر کے انہیں اپنا جیسا سمجھنا نادانی اور ناانصافی ہے ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر　　گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر۔ (ملخصاً) [1]

---

[1] علامہ سید احمد سعید کاظمی، درود تاج پر اعتراضات کے جوابات، مطبوعہ ملتان سنہ ۱۹۹۲ء، ص ۸۱ تا ۸۵

پہلی مرتبہ

تشکیلِ جدید اور اضافہ عنوانات کے ساتھ

تفسیرِ عثمانی

جلد اوّل

ترجمہ: شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر: شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

اضافۂ عنوانات و تشکیلِ جدید } جناب محمد ولی رازی صاحب

ولد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دارالاشاعت

اردو بازار کراچی ۱، فون ۲۶۳۱۸۶۱

سُورَةُ الفَاتِحَةِ

ایاتہا ۷ (۱) سُورَةُ الفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ (۵) رکوعہا ۱

سورہ فاتحہ مکہ میں نازل ہوئی | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اس میں سات آیتیں اور ایک رکوع ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ف۱

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳ اِيَّاكَ

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں ف۲ جو پالنے والا سارے جہان کا ف۳ بے حد مہربان نہایت رحم والا مالک روز جزا کا ف۴ تیری ہی

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۴ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۵ صِرَاطَ الَّذِيْنَ

ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ف۵ بتلا ہم کو راہ سیدھی راہ ان لوگوں کی جن پر

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷

تو نے فضل فرمایا ف۶ جن پر نہ تیرا غصہ ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے ف۷

(۱) رحمٰن اور رحیم دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں اور رحمٰن میں رحیم سے زیادہ مبالغہ ہے ترجمہ میں ان سب باتوں کا لحاظ ہے۔

(۲) **ہر تعریف اللہ کی ہے** یعنی سب تعریفیں عمدہ سے عمدہ اول سے آخر تک جو ہوئی ہیں اور جو ہوں گی خدا ہی کو لائق ہیں کیونکہ ہر نعمت اور ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور عطا کرنے والا وہی ہے خواہ بلا واسطہ عطا فرمائے یا بواسطہ جیسے دھوپ کی وجہ سے اگر کسی کو حرارت یا نور پہنچے تو حقیقت میں آفتاب کا فیض ہے۔ شعر حمد را با تو نسبتے ست درست ❊ بر در ہر کہ رفت بر در تست۔ تو اب اس کا ترجمہ کرنا کہ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے بڑی کوتاہی کی بات ہے جس کو اہل فہم خوب سمجھتے ہیں۔

(۳) **عالمین کے معنی** مجموعہ مخلوقات کو عالم کہتے ہیں اور اسی لئے اس کی جمع نہیں لاتے۔ مگر آیت میں عالم سے مراد ہر ہر جنس (مثلاً عالم جن عالم ملائکہ، عالم انس وغیرہ وغیرہ) ہیں۔ اس لئے جمع لائے تاکہ جملہ افراد عالم کا مخلوق جناب باری ہونا خوب ظاہر ہو جائے۔

(۴) اس کے خاص کرنے کی اول وجہ تو یہی ہے کہ اس دن بڑے بڑے امور پیش آئیں گے ایسا خوفناک روز نہ پہلے ہوا نہ آگے کو ہو دوسرے

اُس روز بجز ذات پاک حق تعالیٰ کے کسی کو ملک و حکومت ظاہری بھی تو نصیب نہ ہو گی لمن الملك اليوم لله الواحد القهار۔

(۵) **صرف اللہ سے استعانت** اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اُس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اُس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت در حقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔

(۶) **اہل انعام اور اہل غضب** جن پر انعام کیا گیا وہ چار فرقے ہیں نبیین و صدیقین و شہداء و صالحین کلام اللہ میں دوسرے موقع پر اس کی تصریح ہے اور المغضوب علیہم سے یہود اور ضالین سے نصاریٰ مراد ہیں۔ دیگر آیات و روایات اس پر شاہد ہیں اور صراط مستقیم سے محرومی کل دو طرح پر ہوتی ہے۔ عدم علم یا جان بوجھ کر کوئی فرقہ گمراہ اگلا پچھلا ان دو سے خارج نہیں ہو سکتا سو نصاریٰ تو وجہ اول میں اور یہود دوسری میں ممتاز ہیں۔

(۷) **قرآن میں سورہ فاتحہ کی حیثیت** یہ سورت خدا تعالیٰ نے بندوں کی زبان سے فرمائی کہ جب ہمارے دربار میں حاضر ہو تو ہم سے یوں سوال کیا کرو اس لئے اس سورت کا ایک نام تعلیم مسئلہ بھی ہے۔ اس سورت کے ختم پر لفظ آمین کہنا مسنون ہے۔ اور یہ لفظ قرآن شریف سے خارج ہے جس کی اس لفظ کے یہ ہیں کہ "الٰہی ایسا ہی ہو" یعنی مقبول بندوں کی پیروی اور نافرمانوں سے علیحدگی میسر ہو اس سورت کے اول نصف میں اللہ تعالیٰ کی ثناء و صفت اور دوسرے حصہ میں بندہ کے لئے دعا ہے فائدہ غیر المغضوب الخ الذین کا بدل ہے یا اس کی صفت ہے اس لئے اُس کے مناسب ترجمہ کیا گیا۔ بعض تراجم دہلویہ میں جو اس کا ترجمہ کیا ہے خلاف ترکیب و خلاف تفسیر ہے۔

بسم الله الرحمن الرحیم

قال الله تعالیٰ: جئناک بالحق واحسن تفسیرا

احسن التفسیر

المعروف

تفسیر بے نظیر

سلطان العارفین، امام الموحدین، رئیس المفسرین

مولانا حسین علی قدس سرہ

محشی

بدر منیر

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سید محمد حسین شاہ نیلوی

المکتبۃ الحسینیہ

جامعہ ضیاء العلوم ○ بلاک ۱۸ سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ محمد والہٖ واصحابہٖ اجمعین
اما بعد اس کاپی پر ہر سورت کا مختصر خلاصہ لکھتا ہوں - ان شاء اللہ تعالےٰ۔

رکوعها ١	١	سورۃ الفاتحۃ مکیۃ	٥	کلماتها ٢٧
آیاتها ٧				حروفها ١٤٠

مقدمۂ قرآن مجید (اجمالی ١)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الخ کہو مدد مانگتا ہوں ساتھ خاص نام اللہ تعالیٰ کے، یعنی غائبانہ اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں۔

بدرِ مُنیر: "اللہ" کے معنی: وہ متحیر العقول طاقت جو حواسِ خمسہ وعقل کے ادراک سے بالاتر اور مخلوق کی مشابہت سے پاک، حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔ جب مخلوق کی آس ہر طرف سے ٹوٹ جاتی ہے تو ڈر کر اور گھبرا کر خود بخود ہی اس کی طرف متوجہ ہونے کی بے حد مشتاق ہو اور مصیبت ٹلنے کے لیے اس کو پکارے۔

"رحمٰن" اپنی مخلوق پر اتنا مہربان، برکات دہندہ اور داتا، کہ اگرچہ مخلوق اس کا کہا نہ مانے وہ ان کے وسائلِ زیست کو بحال رکھے۔ یعنی بغیر غرض کے اور بغیر عوض کے مہربان داتا۔

"رحیم" وہ ذات جو بے حساب اجر و ثواب دے، اگرچہ انسان کے نیک اعمال قلیل ہوں اور کفار پر بھی ایسا رحم کرے کہ اُن کو ابدی تباہی سے بچانے کے لیے بڑی نرمی کے ساتھ دینِ حق قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ

الحمد للہ کہ دریں ایام سعادت فرجام کتاب مستطاب عجب عجائب لاجواب
تفسیر کلام مجید و شرح قرآن حکیم بطرز جدید و وجہ لطیف انیق المسمٰی

بلغۃ الحیران
فی
ربط آیات الفرقان

از زبدۃ المفسرین عمدۃ المتقین [illegible] الوفی الصافی مولانا حسین علی [illegible] الحنفی المجددی
تلمیذ رشید حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ و مولانا محمد مظہر نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ
بانی مظاہر العلوم سہارنپور

[illegible] اسلام پریس [illegible] باہتمام شیخ [illegible] پرنٹر [illegible] میانوالی سے شائع کیا

أرأيتم ما تدعون من دون الله أروني ماذا خلقوا من الأرض أم لهم شرك في السموات ائتوني بكتاب من قبل هذا أو أثارة من علم
إن كنتم صادقين. ومن أضل ممن يدعو من دون الله من لا يستجيب له إلى يوم القيامة وهم عن دعائهم غافلون وإذا حشر الناس
كانوا لهم أعداء وكانوا بعبادتهم كافرين. فلولا نصرهم الذين اتخذوا من دون الله قربانا آلهة بل ضلوا عنهم وذلك إفكهم وما
كانوا يفترون. وما حصل لهم من المنام في امور صغيرة استدراج. في سورة نون سنستدرجهم من حيث لا يعلمون وأملي لهم
إن كيدي متين. و في سورة الجن فلا تدعوا مع الله أحدا قل إنما أدعو ربي ولا أشرك به أحدا. و در در المعارف حضرت ایشان فرمودند
که دعا کردن و ندا کردن غیر از جناب الٰهی البته در شریعت ناروا است اما استمداد خواستن از دوستان خدا اگر بسبب تقریب خدا است روا است. گوید
علی عنه ومن مع سادات و اسلافه که کارے از بزرگان خواستن خطا است و ناحرمت کبریا است. و حل مشکلے از حق تعالے طلب نمودن بتوجه بزرگان
بجا است و عین رضا است. و ایضاً حضرت ایشان فرمودند که من روزے میگفتم یا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً لله آواز غیب بسمع لاریب من رسید
که بگو یا ارحم الراحمین. انتهی. و نیز در در المعارف صفحہ ۱۶۱ حضرت ایشان ارشاد فرمودند که از اکثر اولیاء الله حل مشکلات مردمان میشود ایشان از ان را قد
نبے خطرند. انتهی. بیان است برادر گفتن یا رسول الله بطریق تعشق و توسل خارج از بحث است. و حضرت شاه ولی الله بیان مدح و ثنا
رسول الله صلعم فرموده اند فعتنا یا من هو الغوث والغیاث اذا احمد له فی اللأواء. ترجمہ جب تنگ کرے خلق کو سختی نے اور ریختات سے

خیال یار پیش دیدہ بنشاندہ ۔ ہم از دیدہ ہم از لب گوہر افشاندہ
کہ اے پاکیزہ گوہر از چہ کانی ۔ کہ از تو دارم این گوہر فشانی

حضرت شاه محمد سعید قدس الله سره در حق امیین نوشته اند و جنید در السلام علیک ایها النبی و رحمة الله خطاب کردن بطریق نصب العین
است. و از ینجا استخراج کرده اند رابطه مشائخ. انتهی. و این همه اکثر در کلام شعرا واقع میشود و آن را محمل کردن که ما نزاع فر میدانیم بعید است. نواب
صدیق حسن خان گفته ؎

شیخ سنت مددی تا مضی شرکاں مددی

بعضے دعا را باشد چنانچه در ہندی گویند شاه مدد بود ... بعضے میگویند که حضرت خواجه محمد معصوم قدس الله سره یا شیخ را جائز نوشته در
مکتوبات معصومیه و آن غلط است. و عبارت مکتوبات این است آن ... الٰهی بحرمت الحسن ... یا شیخ عبد القادر
... شیئاً لله ... یا شیخ بہید ...
است. لازم است ... شرک اجتناب کرده شود ... شریعت ...
توسل جناب کبریا ... اسلام ... آنحضرت صلعم ... صادق آید و ما
یؤمن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون. ... پیغمبر صلعم ... کیفیت اهل کشف
و خرق عادت کفار ... ریاضت و اشتغال ... مع الاختصار ...
و خلاف شرع مرتبه همه اوست گمان توحید بستن از کفر است. در صفحہ ۹۳ ... کلمات طیبات ... احوال ...

فیوضاتِ حسینی (طبع دوم)

المعروف بہ ـــ

تحفۂ ابراہیمیہ (فارسی مترجم)

تالیف

رئیس المفسرین، عمدۃ المحدثین سند الفقہاء الصوفی الصافی

قامع البدعۃ قاطع الشرک مولانا حسین علیؒ الحنفی النقشبندی المجددی

ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی

ترجمہ و مقدمہ

از احقر عبدالحمید سواتی

خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ناشر: ادارۂ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ (پنجاب، پاکستان)

بندہ راست بآں بندۂ خاص قاری عبد الحلیم ہروی مرا استمداد از دوستان خدا رواست و در صفحہ ۱۳۰
فرمودند کہ بوقت ذکر ہر لطیفہ از لطائف کہ کنند ہمیں لطیفہ مرشد خود و لطیفۂ مرشدِ مرشد خود تا جناب
آنحضرت علیہ التحیات بشکل آئینہ با مقابل لطیفہ خود اخذ نماید۔ فرمودند طالب را باید کہ ہر لحظہ ہر لمحہ در خیال
وصل مطلوب خود باشد۔ وفی حجۃ اللہ البالغہ وذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالتعظیم وطلب الخیر من اللہ
تعالی فی حقہ آلۃ صالحۃ للتوجہ الیہ مع سد مدخل التحریف حیث لم یذکرہ الا لطلب
الرحمۃ لہ من اللہ تعالی وارواح الکمل اذا فارقت اجسادھا صارت کالموج المکفوف لا یحدث فیھا
ارادۃ متجددۃ وداعیۃ سانحۃ ولکن النفوس التی ھی دونھا تلتصق بھا بالھمۃ فیجاب منھا
نور وھیئۃ مناسبۃ بالارواح وھی المکنی عنہ بقولہ علیہ السلام ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی
روحی حتی ارد علیہ السلام - حجۃ اللہ البالغہ - باب الاذکار وما یتعلق بھا -

دعا کرنے والے بندہ کو اس حالت اللہ تعالیٰ کے خاص بندے کے ساتھ ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۰ میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہر لطیفہ کے
ذکر کے وقت جب کہ لطائف کا ذکر کرتے ہیں تو یہی لطیفہ اپنے مرشد کا اور مرشد کے مرشد کا بھی یہاں تک کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم تک اس طرح خیال کرے جیسا کہ گویا اپنے لطیفہ کے سامنے دوسرے آئینے رکھے ہوئے ہیں جن سے اس کا لطیفہ
اخذ کرتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ طالب کو چاہیئے کہ ہر لحظہ اپنے مطلوب کے وصل کے خیال میں رہے۔ اور حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ
ولی اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ التحیات والصلوات کا ذکر تعظیم کے ساتھ کرنا اور آپکے حق میں اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنا
یہ ایک بہتر آلہ اور ذریعہ ہے اس ذاکر کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف مصروف کرنے کیلئے۔ اور ساتھ ہی تحریف کے داخل
ہونے کے راستوں کو مسدود کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ خود جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف
سے ان کے لئے رحمت کے نزول کی دعا و التجا کی جائے (تاکہ شرک کا راستہ قطعی بند ہو گیا) اور کاملین کی ارواح جب انکے اجسام
سے جدا ہوتی ہیں تو ایک ٹھہری اور رکی ہوئی موج کی طرح ہوتی ہیں جنکو ارادہ متجددہ (جیسا کہ انسان کے اندر ہر وقت نیا نیا
ارادہ پیدا ہوتا ہے یہ ارادہ قدیم یا ارادہ ازل کے مقابل بولا جاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی شان ہوتی ہے) اور کسی واقعہ کے ظاہر ہونے کا
داعیہ جنبش نہیں دے سکتا لیکن وہ نفوس جو ان سے کم تر درجے کے ہوتے ہیں۔ تو وہ توجہ اور ہمت سے انکے ساتھ مل جاتے ہیں اور ان سے نور
اور وہ ہیئت جو ارواح کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے حاصل کرتے ہیں۔ اور اسی کی طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے
قول مبارک میں کنایہ و اشارہ فرمایا ہے۔ اور جو شخص بھی مجھ پر سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو (عالم استغراق سے جو جناب
الٰہی میں ہوتا ہے) واپس لوٹا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسکے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (حجۃ اللہ البالغہ باب الاذکار)

اخرجہ البیہقی فی الدعوات الکبیر و ابو داؤد (مشکوٰۃ ترجمہ مجتبائی) و من تنقیح الرواۃ (مجتبائی) ص ۱۶۹ ۔ باقی حاشیہ صفحہ ۱۲۳ پر

ضمن افضال الحبیب و فیوض نامہ ... السعادۃ

[illegible]

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

بانی دار العلوم دیوبند۔

الموسوم بہا

قصائدِ قاسمی

۱۳۰۹ھ

بتصحیح تام از اہتمام

حقر انام عبدالبر محمد قاسم ملتانی

ناشر

مکتبہ قاسمیہ ملتان
نشتر ہسپتال شہر
چوک نواز

کلیم رقم، کلیم آرٹ ایجنسی قدیر آباد، ملتان

کشش پہ تیری لئے اپنا بار بیٹھے ہیں
یہ میری جان نکمی سی تھی سو اس کے بھی
مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا
[illegible] نے تجھے سب سے رتبہ عالا
اہو ہوں
لیا ہے سنگِ نمط ابلیس نے میرا پیچھا
وہ عقل ہے خرد اپنی یہ زور ترس ہوا
دکھائے ہے میرے دل کے لبھانے کو ہر دم
ادھر ہجومِ تمنا ادھر نصیبوں سے
رجا و خوف کی موجوں میں ہے امید کی ناؤ
امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی ہے یہ
جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں
جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب مرے
اڑا کے باد میری مشتِ خاک کو پس مرگ
دلے یہ رتبہ کہاں مشتِ خاکِ قاسم کا
مگر نسیمِ مدینہ سے ہے گرد باد بنا
ہوس نہیں مجھے اس سے بھی کچھ ہی لیکن
ہے وہ تیرِ غمِ عشق کا میرے دل میں
لگے وہ آتشِ عشق اپنی جان میں جس کی
صدائے صورِ قیامت ہو اپنا ایک نالہ
چبھے کچھ ایسے میرے نوکِ خارِ غم دل میں
یہ ناتواں ہوں غمِ عشق میں کہ جائے نکل
تمہارے عشق میں رو رو کے ہوں ضعیف اتنا
یہ لاغری ہو کہ جانِ ضعیف کو دمِ نقل
ہے نہ منصبِ شیخ المشائخی کی طلب

تکے ہے تیری طرف کو یہ اپنا دیدۂ زار
پڑے ہیں ہم پہ چرخِ زماں پیچھے مانجھ کر ہتھیار
نہیں ہے قاسمِ بیکس کا کوئی حامی کار
ہمارے بڑے چھوٹوں کا تجھے سردار
نہ کوئی ہمارا تیرے سوا غمخوار
ہوا ہے نفس ہوا سانپ [illegible] کا ہار
لے سو جہاں میں یہاں سے [illegible] بہار
ہزار طرح کے دینار کہنہ سال [illegible]
کرے ہے بخت زبوں ہر امید سے بیکار
جو تو ہی ہاتھ لگائے تو ہو وے بیڑا پار
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھکو مرغ و مار
کہ میں ہوں اور سگانِ حرم کی تیری [illegible]
کرے حضور کے روضہ کے آس پاس نثار
کہ جائے کوچۂ اطہر میں ..... تیرے بن کے غبار
کشاں کشاں مجھے لیجا جہاں ہے تیرا مزار
خدا کی اور تیری الفت سے میرا دل افگار
ہزار پارہ ہو دل خونِ دل میں ہو سرشار
جلا دے چرخِ ستمگر کو ایک ہے جھنکار
بجائے برق ہو اپنی ہی آہ آتشبار
کہ چھوٹی آنکھوں کے رستوں سے ایک ہو ذار
ذرا بھی جان کو اوپر کا سانس ہے جو سہار
کہ آنکھیں چشمۂ آب ہیں [illegible] روحِ غبار
نہ ہو دے ساتھ اٹھانا بدن کا کچھ دشوار
نہ جی کو بھائے یہ دنیا کا کچھ بناؤ سنگار

قال اللہ تعالیٰ:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً

جو کوئی نیک کام کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو بشرطیکہ صاحب ایمان ہو

تو ہم اس شخص کو دنیا میں بالطف زندگی دیں گے

حیوٰۃ المسلمین

مصنفہ

حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

مکتبہ تحفظ ختم نبوت بندر روڈ کراچی

ترجمانِ ہر چہ مارا در دل است ۱	دستگیرِ ہر کہ پائش در گل است
مرحبا یا مجتبیٰ یا مرتضیٰ ۲	اِن غبت جاء القضاء ضاق الفضا
انت مولی القوم من لا یشتہی ۳	قد ردی کلا لئن لم ینتہی

اور اگر یہ شخص آپ کی تجویز کی لِم (علت) بھی نہ سمجھیگا تب بھی جیسا کہ لوازم اعتقاد سے ہے، یہ کہیگا ؎

آنکہ از حق یابد او وحی و خطاب ۴	ہر چہ فرماید بود عین صواب
آنکہ جان بخشد اگر بکشد رواست ۵	نائب است و دستِ او دستِ خداست
ہمچو اسمٰعیل پیشش سر بنہ ۶	شاد و خنداں پیشِ تیغش جان بدہ

۱ جو بات ہمارے دل میں ہے آپ اسکو بیان کرنیوالے ہیں | اور مصیبت زدہ کے آپ دستگیر ہیں

۲ آپ کو مرحبا! اے برگزیدہ و پسندیدہ! اگر آپ غائب ہوں تو موت آجائے اور دنیا تنگ و تاریک ہوجائے ۳ آپ لوگوں کے مددگار (خیرخواہ) ہیں۔ جو آپ کی طرف رغبت نہیں کرتا۔ وہ ہلاک ہوجائیگا ۴ جس ذات کو حق تعالیٰ کی جانب سے وحی و خطاب ہوتا ہے وہ جو کچھ فرمائے، بالکل ٹھیک ہوگا ۵ جو جان دینے والا ہے، وہ اگر مار ڈالے تو جائز ہے (حبیب اللہ تعالیٰ کیلئے یہ فعل جائز ہے اور فعل جائز کو کبھی خود کیا کرتے ہیں کبھی نائب سے کراتے ہیں) اور آپ نائب ہیں خدا کے سو آپ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے ۶ حضرت اسمٰعیل کی طرح آپ کے سامنے سر رکھدو اور بخوشی آپکی تلوار کے سامنے سر جھکا دو اور جان دیدو۔ یہ مراد راحت و ہوائے نفس کا ترک کرنا ہے مطلب یہ ہے کہ جو ریاضت و مجاہدہ اصلاح ظاہر و باطن کیلئے تم کو تعلیم کریں اسکو خوشی سے قبول کرو اور اسپر عمل کرو، تاکہ ابدالآباد تک نجات و قرب الٰہی سے خوش رہو (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۱۰)

نشر الطیب

فی

ذکر النبی الحبیب

صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین۔ الذی منّ علی المؤمنین۔ اذ بعث فیہم رسولاً من انفسہم یتلوا علیہم ایٰتہٖ ویزکیہم ویعلمہم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین

اما بعد بہ گرسنہ رحمتِ غفار و تشنہ شفاعتِ سید الابرار صلی اللہ علیہ وعلی آلہ الاطہار واصحابہ الکبار۔ عاشقان نبی مختار و محبان حبیب پروردگار کی خدمت میں عرض رسا ہے کہ ایک مدت سے بہت سے احباب کی فرمائش تھی کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ حالات قبل نبوۃ و بعد نبوۃ کے صحیح روایات سے تحریر کئے جاویں کہ اگر کوئی متبع سنت بخلاف طریق اہل بدعت بغرض ازدیاد محبت آپ کے ذکر مبارک سے شوق اور محبت کرے تو وہ اس مجموعہ کو اطمینان سے پڑھ سکے۔ پھر ان دنوں اتفاق سے پیہم چند دیندار دوستوں کے خطوط اسی استدعا میں آئے جن میں مجموعاً[۱] غرض کی اس طرح

---

[۱] بالخصوص اٹاوہ سے جناب حافظ روح اللہ خاں صاحب کا اور لکھنؤ سے حافظ عبد الحکیم خاں صاحب کا اور ...آباد سے مولوی سمیع الدین صاحب کا ۱۲ منہ

لِمُؤَلِّفِہٖ

یہ اشعار مؤلف کے ہیں

یَا شَفِیْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِیَدِی
اَنْتَ فِی الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِی

دستگیری کیجئے میرے نبی
کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی

لَیْسَ لِی مَلْجَأٌ سِوَاکَ اَغِثْ
مَسَّنِی الضُّرُّ سَیِّدِی سَنَدِی

جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ
فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

غَشَّنِی الدَّهْرُ یَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ
کُنْ مُغِیْثًا فَاَنْتَ لِی مَدَدِی

ابنِ عبداللہ زمانہ ہے خلاف
اے مرے مولا خبر لیجے مری

لَیْسَ لِی طَاعَةٌ وَّلَا عَمَلٌ
بَیْدَ حُبِّیْكَ فَهُوَ لِی عُدَدِی

کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے پاس
ہے مگر دل میں محبت آپ کی

یَا رَسُوْلَ الْاِلٰهِ بَابُكَ لِی
مِنْ غَمَامِ الْغُمُوْمِ مُلْتَحَدِی

میں ہوں بس اور آپ کا در یا رسول
ابرِ غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

جُدْ بِلُقْیَاكَ فِی الْمَنَامِ وَکُنْ
سَاتِرًا لِّلذُّنُوْبِ وَالْفَنَدِ

خواب میں چہرہ دکھا دیجے مجھے
اور مرے عیبوں کو کر دیجے خفی

اَنْتَ عَافٍ اَبَرُّ خَلْقِ اللّٰهِ
مُقِیْلُ الْعِثَارِ وَاللَّدَدِ

درگزر کرنا خطا و عیب سے
سب سے بڑھ کر ہے یہ خصلت آپ کی

رَحْمَةٌ لِّلْعِبَادِ قَاطِبَةً
بَلْ خُصُوْصًا لِکُلِّ ذِی اَوَدِ

سب خلائق کیلئے رحمت ہیں آپ
خاص کر جو ہیں گنہگار و غوی

وَفِی قَصَصِہِمۡ عِبۡرَۃٌ لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ (القرآن)

ترجمہ: اور ان کے واقعات میں عبرت ہے آنکھوں والوں کے لیے

غوثِ اعظمؒ

یعنی

غوثِ اعظم قطب الاقطاب امام الاولیاء شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی زندگی کے مختصر حالات، ضروری ہدایات اور صحیح تعلیمات

مرتبہ

حضرت مولینا محمد احتشام الحسن کاندھلوی

ناشر ⊙ تبلیغی کُتب خانہ ⊙ لاہور

عملِ کشائش

ابو الفرح ابن جبارؒ نے بیان کیا کہ میرے شیخ محمد بنرازؒ قطیبی نے بیان کیا ہے کہ جب شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ پر کوئی صدمہ یا حادثہ پیش آتا تو آپ حق تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوتے اور اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھتے تھے۔ نماز کے بعد سو مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے اور کہتے تھے:

اغثنی یارسول اللہ علیک الصلوۃ والسلامؐ

پھر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر دل ہی دل میں آہستہ سے یہ دو شعر پڑھتے تھے۔

ایدرکنی ضیم وانت ذخیرتی
والظلم فی الدنیا وانت نصیرتی
وعار علی راعی الحمیٰ وھو فی الحمی
اذا ضاع فی البیداء بعیری

یعنی کیا مجھے بھی کوئی آفت پہنچ سکتی ہے جب کہ آپ کا تعلق میرے لیے ذخیرہ آخرت ہے اور کیا میں بھی دنیا میں ظلم و ستم کیا جاؤں گا جب کہ آپ میرے معاون و مددگار ہیں؟ یہ امر تو نگہبان کے لیے باعثِ عار ہے کہ اس کے گھر میں ہوتے ہوئے اس جنگل میں میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے۔

ان ابیات کے پڑھنے کے بعد آپ درود شریف کی کثرت کرتے تھے۔ اس عمل کی برکت سے آپ پر سے اللہ تعالیٰ اس صدمہ اور آفت کو دور فرما دیتا تھا اور آپ اپنے مریدین کو بھی مصیبت اور آفت کے وقت اس عمل کی تلقین